جدید علم کلام اور علما کی ذمہ داری

فلسفہ اور علم کلام آج اپنی بہت کچھ طاقت کھو چکا ہے' سائنس میں بھی اب پڑھے لکھوں کو ملحد' متشکک اور منکر خدا بنانے کی وہ طاقت نہیں ہے جو انیسویں صدی کے اواخر اور بیسویں صدی کے بالکل اوائل میں تھی' اب اسکو اس مقصد سے کوئی دلچسپی نہیں ہے' بلکہ اس کے اندر اس کے بہت سے علمبرداروں کے تغیر حال کی وجہ سے دینی حقائق اور خدا اور عالم غیب کے وجود و ثبوت کیلئے نیا مواد اور نئے دلائل پیدا ہو گئے ہیں۔ چنانچہ آج فلسفہ و سائنس سے وہ الحاد اور تشکک پیدا نہیں ہو رہا ہے جس نے انیسویں صدی کے علمائے حق کو مضطرب اور بے قرار بنا دیا تھا۔ آج اس کے برخلاف سیاسیات و معاشیات اور تاریخ و ادب سے الحاد و تشکیک کا کام لیا جا رہا ہے' علوم عمرانیہ (سوشیالوجی) اور انگریزی ادب کے ذریعہ مذہب بیزاری اور ذہنی انتشار پیدا کیا جاتا ہے۔ آپ کے لئے یہ شاید ایک حیرت انگیز انکشاف ہو گا کہ آج بہت سی یونیورسٹیوں کے عربی و اردو کے شعبے الحاد و تشکیک کے مرکز بنے ہوئے ہیں اور شاید بعض یونیورسٹیوں میں عربی مطالعہ اسلامیات' دینی حیثیت سے سب سے زیادہ کمزور ہے۔

ہم کو اس صورت حال کا وسیع النظری' وسیع القلبی اور حقیقت پسندی کے ساتھ جائزہ لینا چاہئے اور دیکھنا چاہئے کہ ہم کو زندگی کے میدان میں اترنے اور اسلامی دعوت اور شریعت اسلامی کی حفاظت کا مقدس فریضہ اپنے ذمہ لینے سے پہلے کیا کیا تیاریاں کرنی چاہئیں اور کس جدید اسلحہ سے مسلح اور کن جدید طریقہ ہائے جنگ سے واقف اور ان میں ماہر ہونا چاہئے۔

(سید ابوالحسن علی ندوی' پا جا سراغ زندگی)